

# تعارف المعجم

نام : پہلی آیت میں القم کا کلمہ ہے یہی اس کا نام ہے۔ اس میں تین رکوع، پچھپن آیتیں، تین سو یا بیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تیس حروف ہیں۔

نزول : اس کے نزول کے بارے میں یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوا جب اشفاق قرہ کا معجزہ رونما ہوا اور یہ معجزہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پانچ سال پہلے مئی کے میدان میں ظہور پذیر ہوا۔

مضامین : آئے روز وہ ایسے معجزات کا شاہدہ کرتے رہتے تھے جن کو دیکھنے کے بعد کوئی مسلم الطبع انسان حضور کی رسالت کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن عقل کے اندھے ان کو جادو کہہ کر ٹال دیا کرتے۔ آخر کار ایک سال تک فرمائش پر شیخ القم کا معجزہ دکھایا گیا۔ مکہ کے سارے باشندے مئی کے کھلے میدان میں حاضر تھے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ سورج کا مناسات علی الصلوة والصلوات نے انکلی کا اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ چاند کا کڑھ دو ٹکڑے ہو گیا۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ اس کا ایک حصہ پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا دوسری طرف چلا گیا ہے۔ پھر وہ آنا نانا جڑ گیا۔ کفار یہ دیکھ کر تصویر ہجرت بن گئے ان کے پاس حضور کی رسالت کے انکار کا اب کوئی عُذر باقی نہ رہا۔ اتنے میں ابو جہل بولا کہ بڑا زبردست جادو گر ہے اس کا جادو آسمان پر بھی اثر کرتا ہے۔

ان کے اس طرح انکار سے حقیقت تو مسخ نہیں کی جاسکتی۔ آخر انہوں نے اس چیز کا اپنی آنکھوں سے شاہدہ کیا تھا کہ اتنا بڑا کڑھ جو ان کی زمین سے کئی گنا بڑا ہے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر یہ کڑھ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے کڑھے کیوں پھٹ نہیں سکتے۔ یہی توحیامت ہے جس کا وہ انکار کیا کرتے ہیں۔ بنا دیا کہ ان کے انکار کی وجہ کوئی عقلی استحالہ نہیں بلکہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کیونکہ ان کا عشرت پسند نفس یہ چاہتا ہے کہ قیامت کبھی نہ آئے اس لیے یہ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان بد نصیبوں کو اس وقت ہوش آئے گا جب قیامت کے دن فرشتے ان کو ہانک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جا رہے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کے سامنے چند گورمشتہ قوموں کے احوال بیان کیے گئے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے نبیوں کو ٹھٹھلایا۔ ان کی دعوت کا مذاق اڑایا۔ اپنی ظاہری قوت کے باعث ظلم و تشدد اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن جب قہمت کی مقررہ مدت ختم ہو گئی تو عذاب خداوندی آیا اور ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔

ہر قوم کے حالات ذکر کرنے کے بعد ولقد یسرنا القرآن لذکر فهل من مدکر کی آیت کو دہرایا گیا جس سے غارین کو تہیہ کی گئی کہ قرآن کوئی مسموں کی کتاب نہیں جس کو سمجھنا ان کے بس سے باہر ہو۔ یہ تو ایک کھلی اور واضح کتاب ہے جو شخص بھی خلوص نیت سے اس کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو سمجھنا آسان ہوگا۔ گزشتہ قوموں کی بربادی کے قصے بیان کرنے کے بعد کفار مکہ کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ کیا تمہیں کوئی مرغاب کے پرہنگے ہیں کہ تم جو کچھ کرتے رہو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ کیا تمہارے پاس اللہ کا لکھا ہوا کوئی وعدہ ہے کہ تم حرم غلیل میں اگر تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے رہو گے تو تمہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اگر تمہیں اپنی جمعیت اور اپنے جنگ جو بہادروں کی قوت پر ناز ہے تو کان کھول کر سن لو کہ تم اور تمہارے لڑاکے اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتے۔

ہم نے تمہارے تمام اعمال کو لکھ رکھا ہے۔ روزِ محشر تم اپنی غلط کاریوں اور کرتوتوں کا انکار نہیں کر سکو گے۔

نیوٹرل سٹریٹ جیل سرگودھا

۲۰۰۷-۲۰۰۸

سُبْحَانَ الْقَمَرِ وَنَحْمَدُكَ يَا قَمَرٌ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَحْمَدُكَ يَا قَمَرٌ

سورہ قمر کی ہے اس کی ۵۵ اشعار کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی سربان، ہمیشہ رزم فرمانے والا ہے۔ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱ وَاِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا

قیامت قریب آگئی ہے اسے اور چاند شق ہو گیا ہے اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں

اے حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس آٹھویں سورہی غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو رست عالم نے فرمایا ما بقی من دنیا کم فیما معنی الامثل ما بقی من هذا الیوم فی ما مضی یعنی دنیا کی مقررہ مدت میں سے اب اسی قدر وقت باقی ہے جتنا اس دن سے سورج غروب ہونے میں باقی ہے۔ یعنی کافی زمانہ گزر گیا اب وقوع قیامت میں حضور ہی مدت باقی رہ گئی ہے۔ حضرت سل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا بدت اننا والساعة هكذا و اشار باصبعیه السبابة والوسطی حضور نے اپنی دو انگلیوں سبب اور وسطی سے اشارہ کیا اور فرمایا میری بدت اور قیامت یوں ملی جوئی ہیں۔ اس آیت میں بھی بتا دیا کہ قیامت ہر پامانے کا اللہ تعالیٰ نے جو وقت تینوں کیا ہے وہ اب قریب آگیا ہے زیادہ عرصہ گزر چکا اب تم توڑا وقت باقی ہے۔

۲۔ تم لوگ وقوع قیامت کا انکار کرتے ہو۔ تمہیں بڑا ہنسیا ہوتا ہے کہ کس طرح یہ سارا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا آسمان پہاڑ، ستارے آتی بڑی بڑی قوی بیکل چیزیں کہاں جائیں گی۔ دیکھو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اگر چاند دو ٹکڑے ہو سکتا ہے تو باقی تمام چیزیں خواہ کتنی ہی بڑی ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بھی ٹوٹ پھوٹ سکتی ہیں۔

علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ مشرک اکٹھے ہو کر حضور کی مذمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ کے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دکھائیے۔ حضور نے فرمایا ان خلعت قوم منون، اگر میں ایک ایک دوں تو کیا ایمان لے لو گئے وہ بولے ضرور۔ اس رات کو چودھویں تاریخ تھی۔ اللہ کے پیارے رسول نے اپنے رب سے عرض کی کہ کفار نے جو مطالبہ کیا ہے اسے پورا کرنے کی قوت دی جائے چنانچہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین کا نام لے لے کر فرما رہے تھے یا قاذن یا قاذن یا قاذن اللہ سزا دالے فلاں لے فلاں اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور اس بات پر گواہ رہنا۔ تمہاری فرمائش پوری ہو گئی۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کفار نے جب اس عظیم معجزہ کو دیکھا تو ایمان لانے کے بجائے انہوں نے کہا ہذا من سحر ابن ابی کبشہ۔ یہ ابلی کبشہ کے بیٹے کی نظر بندی کا اثر ہے۔ اس نے تمہاری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ چند نون تک باہر سے قافلے آنے والے ہیں۔ ہم ان سے پوچھیں گے۔ اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی جب وہ قافلے آئیں گے اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا فلاں رات کو چاند کو شق ہوتے تم نے دیکھا ہے۔ سب نے اس کی تصدیق کی لیکن اس کے جادو کفار کہہ کر ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

یہ معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے وقوع پذیر ہوا۔ یہ امارت صحیحہ سے ثابت ہے۔ بڑے علیل القدر صحابہ نے اسے روایت کیا ہے جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ، انس، ابن مسعود، خذیفہ، جیسرا بن مظہم، ابن عمر، ابن عباس وغیر کم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ آری کہتے ہیں والحادیث الصحیحة فی الانشقاق کثیرة۔ یعنی شق قرع کے بارے میں صحیح امارت کثرت ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے انہیں متواتر بھی کہا ہے۔ شارح مواقت کی بھی یہی رائے ہے۔

امام تاج الدین سبکی ابن ماجہ کی المنقہ کی شرح میں لکھتے ہیں الصحیح عندی ان انشقاق القمر متواتر منصوص علیہ فی القرآن مروی فی الصحیحین وغیرہما من طرق شتی بحدیث لا یمتری فی توأثرہ رؤوس العانی علامہ سبکی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک انشقاق قمر متواتر ہے اور قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب امارت میں بھی اتنی سندوں سے مروی ہے کہ اس کے تواتر میں شک کی گمانش نہیں رہتی۔

بعض قصہ گوؤں نے اس واقعہ پر ہلکے خیر اضافے کیے ہیں کہ چاند حضور کے گریبان میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا۔ علمائے کما ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ سراسر باطل ہے۔

کثیر التعداد صحیح امارت کے باوجود بعض لوگ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ واقعہ وقوع قیامت کے وقت ظہور پائے ہوگا۔ انشقی اگرچہ ہامنی کا یہ نہ ہے لیکن یہاں مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور لغت عرب میں اس کی کثرت مشائخ موجود ہیں۔ ان کے انکار کی کئی وجوہات ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر ایسا واقعہ پیش آیا ہوتا تو ساری دنیا میں اس کی دھوم مچی ہوتی۔ اس زمانہ کے مؤرخ اپنی تاریخوں میں اس کا ذکر کرتے۔ ظہور کعبہ کے ماہرین اپنی تصنیفات میں اس کو ظہور باگاہ واقعہ نقل کرتے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ چونکہ یہ واقعہ تمام ہوا تھا اس لیے جزیرہ عرب کے مغرب میں جو ماک تھے وہاں اس وقت دن تھا لہذا وہاں تو دیکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز یہ واقعہ رات کو پیش آیا اور اپنا کعبہ پیش آیا۔ لوگوں کو کیا خبر تھی کہ ایسا واقعہ رونہ پذیر ہونے والا ہے تاکہ وہ بے تابی سے اس کا انتظار کرتے۔ رات کو دنیا سوری ہوگی کسی کو کیا خبر کہ آن کی آن میں کیا وقوع پذیر ہو گیا۔ اگر کوئی اس وقت جاگ بھی رہا ہو تو ممکن ہے وہ کسی اور کام میں مشغول ہو اور اس نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی ہو یا توجہ کی ہو اور اس نے دیکھا بھی ہو لیکن ان پڑھ ہوا لکھا بھی ہو اور پھر ضائع ہو گیا بغیر کسی دلیل احتمالات ہو سکتے ہیں۔ اتنے احتمالات کی موجودگی میں ہم صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعہ کو کس طرح غلط کہہ سکتے ہیں۔

علامہ سلیمان ندوی اپنی کتاب خطبات مدراس میں لکھا ہے کہ ابھی اس سکر کے ایک پرائی کتاب ملی ہے جس میں لکھا ہے کہ مالابار کے راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔

بعض لوگ اس وجہ سے اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں کہ اتنا بڑا کرہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے اور وہ دونوں ٹکڑے اگر بڑبڑایا یہ ناممکن ہے۔ لیکن جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں اسے ناممکن کہنا مشکل ہے۔ جو سکتا ہے کہ ایک کرہ کے اندر آتش نشان مادہ ہو اور وہ اس طرح سے پھٹے کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں، لیکن مرکز کی مقناطیسی قوت اتنی طاقت ور ہو کہ وہ ان دونوں ٹکڑوں کو پھر سے یکجا کر دے۔ ہمیں ان تکلفات کی تہ ضرورت پیش آتی جب خود بخود چاند کے پھٹنے کا واقعہ رونما ہوتا۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ

## سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۖ وَكَذُّبٌ وَابْتِغَاءُ هَوَاءِ هُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقَرٌّ ۖ

یہ بڑا زبردست جا دو ہے۔ سہ اور انہوں نے مثل لایا رسول خدا کو اور پیروی کرتے تھے۔ خواہشات کی نگہ اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے۔

نے اپنے محبوب کی رسالت کی تصدیق کے لیے پانچ دو گھڑے کیا تو اب کسی کو شک کی مجال نہیں رہتی کیونکہ جس نفاق کی گیم نے اس پانچ کرنا یا ہے وہ اسے توڑ ہی سکتا ہے اور توڑ کر جوڑ ہی سکتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ اشفاقِ قمر و قبح قیامت کے وقت ہوگا قرآن کا سیاق و سباق ان کی اس توجیہ کو قبول نہیں کرتا کیونکہ ان سے روایت آتی ہے والا محمد صاف بتا رہا ہے کہ انہوں نے اشفاقِ قمر دیکھا۔ اتنے عظیم الشان اور عظیم العقول مجوز کا مشاہدہ کیا۔ لیکن پھر بھی ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ یہ کلام اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ شقِ قمر ہو چکا ہو۔ واللہ علی کل شیءٍ قدير۔

سہ انہوں نے اس مجوز کا خود مطالبہ کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مجوز انہیں دکھا دیا جائے تو وہ ضرور ایمان لائیں گے، لیکن جب یہ مجوز ظہور پذیر ہوا تو ان کو ایمان کی توفیق نہ ہوئی۔ انا کہنے لگے یہ ایک بڑا زبردست جا دو ہے۔

مستمر کے دو معنی بتائے گئے ہیں۔ قال ابو العالیہ والضحاک: حکم قوی شدید وهو من المروءة وهو القوة۔ ابو العالیہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ مبرہت جس کا معنی قوت ہے اسے مانگو ہے۔ اس کا معنی ہے مضبوط مطلق اور اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان کا جا دو بڑا زور والا ہے۔ زمین پر ہی نہیں آسمانی چیزوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ لیکن عقائد، مہا ہا اور دوسرے حضرات کے کہنے کا اس کا معنی ہے ذہب من قولہم من الشیئین واستمر لاذہب (قرطبی) اس کا معنی ہے گزر جانے والا۔ جب کوئی چیز آئے اور گزر جائے تو عرب کہتے ہیں حتر الشیئین واستمر۔

دوسری صورت میں اس جملہ کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ اپنے دوستوں کو تسلی دینے لگے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پاک بھرتی قرطبا پھر شیک ہو گیا۔ یہ آئی فانی چیز تھی۔ لوگ اس کو طبعی قبولی جاتیں گے۔ ہمارے بتوں کی نمائی کو ایسے جا دو سے کوئی خطرہ نہیں۔

سہ اس سے پتہ چلتا ہے جب تک انسان ہٹ دھرمی کی روش کو ترک نہ کرے، آناجنا مجوز بھی اس کی ہدایت کا سبب نہیں ہی سکتا۔ ہدایت ایسی چیز نہیں جو بلا طلب کسی پر شوقس دی جائے۔ یہ تو متاعِ عزیز ہے، صرف اسی کو بخش جاتی ہے جو اس کے حصول کے لیے بے تاب ہو۔

جب کفار ایمان لانے کے لیے تیار ہی نہ ہوتے تو انہیں نعمت ایمان سے آخر کیوں سرفراز کیا جاتا۔ انہوں نے تو دل میں یہ طے کر لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ عقل کا چراغ انہوں نے گل کر دیا تھا اور غور و تدبر کا دروازہ انہوں نے بند کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جائے یہ سنتِ الہی کے خلاف ہے، اس لیے انہوں نے اس کے باوجود اللہ کے رسول کی تکذیب کی اور وہی کی روشن آیات کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل میں لگ گئے۔

سہ یعنی ہر کام کا کوئی نہ کوئی انجام ہے جو ایمان لانے کا اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرے گا اس کا انجام یہ ہوگا کہ اولئک ہم المقطعون کا تاج اس کے سر پہ جا دیا جائے گا اور جس شخص نے کفر و نافرمانی کو اختیار کیا، نفس و شیطان کا غلام ہے و ام بنا ہا اس کا

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۖ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۗ فَمَا

اور آئی تھی ان کے پاس پہلی قوموں کی بربادی کی آئی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے۔ لہذا خبریں ہر حرکت میں پس ڈرانے والوں

تُغْنِ النَّذْرُ ۗ فَتَوَكَّلْ عَنْهُمْ ۖ يُومِرُ بِدَعْوِ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكِرٍ ۖ

نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ شہ پس آپ رُخ اور پھیلے ان سے۔ ایک روز بُلانے گا (انہیں) بُلانے والا ایک ناکوار چیز کی طرف شہ

خُشَعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ

(خوف سے) ان کی آنکھیں جگمگاہوں کی شہ حسروں سے ٹول نکلیں گے جیسے وہ پراگندہ بُڈیاں

انہام یہ ہوگا اولئك هم الغاسقون کے زمر میں اسے داخل کر دیا جائے گا۔ علامہ قرطبی نے اس کا معنی کیلئے ای لیستقر بکل عامل  
علاہ الغیر مستقر یا ہلہ فی البعدۃ والشر مستقر یا ہلہ فی النار۔ یعنی ہر عمل اپنے عامل کو کسی خاص جگہ لے کر پہنچانے کا عمل  
نیر لوگوں کو جنت میں لے جانے کا اور عمل شہ روزنہ میں۔

شہ ان کو راہ راست پر لانے کی یہ پہلی کوشش نہیں۔ گزشتہ گمراہ قوموں کے عبرت ناک انہام سے انہیں بار بار  
خبردار کیا گیا ہے۔ یہ واقعات اتنے اثر انگیز تھے کہ اگر ان کے کان تن تپوش ہوتے تو انہیں کسی مزید تیز بہ کی ضرورت نہ رہتی۔

مزدجر: ازہر سے ہے۔ اس کا معنی ہے طردہ صاحبہ۔ بلند آواز سے کسی کو کسی کام سے باز رکھنا اور خبر دینا  
یعنی یہ واقعات انہیں سختی سے منع کر رہے تھے کہ تم گمراہی کی یہ روش چھوڑ دو۔

شہ پہلی آیت میں جو معاصیہ اس کا لہجہ بدل ہے۔ یعنی وہ چیزیں ان کو باز رکھنے والی بھی نہیں اور صراحتاً حکمت بھی نہیں۔  
بدل من معاصیہ اجل جاء انہم لمیتد او محذوف ای ہو۔ یا ہو مبتلئے محذوف کی یہ خبر ہے۔

نذر: یا تو نذر کی جمع ہے، یعنی آپ سے پہلے بھی کئی ایما تشریف لائے اور یا محمد ہے اور اس کا معنی ڈرانے ہے۔  
شہ اسے حبیب آپ ان کے ایمان نہ لانے سے غم زدہ نہ ہوں بلکہ ان سے اپنا رُخ اور پھیلے۔ انہیں خوب

نگہ دیاں منلے ہیں۔ وہ دن آئے واللہ ہے جب انہیں ایک بُلانے والا ایسی چیز کی طرف بُلانے گا جو انہیں ازہر ناکوار ہوگی۔ علامہ  
پانی تہی کہتے ہیں۔ الداعی اسرافیل علیہ السلام یقف علی حفرة بیت المقدس یقول لیتما العظام الخفرة والبلع المبرقعة  
والاشعاع المقطعة ان الله یا امرکن ان تجمعن فی فضل الخطاب۔ (ظہری) یعنی اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے  
ہو کر کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیوں والے پچھے ہوئے چڑو والے ٹوٹے ہوئے بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ اور فیصلے کے لیے اللہ تعالیٰ  
کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔ منکر: قفلح خوفناک یعنی قیامت کا دن۔

شہ لفظ خشع کی تحقیق کرتے ہوئے ابن منظور کہتے ہیں خشع واخشع واخشع، وہی ببصرہ نحو الارض

تلفیظ

مُنْتَشِرًا ۷ مَهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكُفْرُونَ هَذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۸

ہیں۔ ڈرتے ڈرتے جاگے جاگے ہوں گے بلانے والے کی طرف تلہ کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے تلہ

كذبت قبلهم قوم نوح فكذبوا عبدنا وقالوا مجنون وادجر ۹

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے یعنی انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور اسے جبر کا بھی گیا تلہ

فدعاربه اتي مغلوب فانتصر ۱۰ ففتحنا ابواب السماء بماء

آخر کار آپ نے دعوائی اپنے رب کے میں ماجرا آ گیا ہوں پس تو وہاں سے بہا لے تلہ پھر ہم نے کھول دیے آسمان کے دروازے مولا و مہاباڑن

و غصه و خفض صوتہ : بگاہ زہین میں گاڑ لینا آ نکھیں بند کر لینا اور آواز کا آہستہ ہو جانا۔ خشعنا جمع ہے۔ اس کا واسطہ خاشع ہے۔ یعنی جوں میں ہم ضمیر کا حال ہے اس لیے مغلوب ہے۔

تلہ ابن منظور کہتے ہیں هطع واهطع : اقبل مسرعاً خائفاً لا يكون الا مع خوف (لسان العرب) یعنی ڈرتے ہوئے تیزی سے کسی کی طرف جانا۔ هطع اس تیزی کو کہتے ہیں جس میں خوف بھی پایا جاتا ہو۔ مقصد یہ ہے کہ جب بلانے والا انہیں بلانے کا تو ان کی مجال نہیں ہوگی کہ اس پر کارپستی کریں بلکہ سینوں میں دل خوف سے دھڑک رہے ہوں گے پھر وہی کشاکش اور ڈر سے چلے جا رہے ہوں گے ان آیات میں ان کے قلوب سے نکلنے اور وہاں سے جاگنے کی نظر کشی کی جا رہی ہے۔ یعنی جب وہ قبوں سے باہر نکلیں گے تو شرم سے آکھیں جھکی ہوں گی ترسناں و لرزاں جاگتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے یوں معلوم ہو گا جیسے کزیوں کا ایک بہت بڑا لشکر ایک صحیلین سمت میں اڑا پلا جا رہا ہے۔ تلہ اس وقت کافر کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا خوفناک اور ہولناک ہے۔ عیسٰی: ای یوم شدید الھول عبوس قطریں۔ لیکن اس روز قیامت کے دن کے ہاسے میں ان کا یہ کہنا بے شوق ہو گا کہ اے کفار! وہ نعمت دن آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اس دن سر پیٹنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ آج ہی چشم بوش واکرو۔ آج ہی میرے رسول کا دامن پکڑ لو۔

تلہ یہاں سے چند گزشتہ قوموں کے عبرت ناک انجام کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ ان کے مفصل حالات مفصل مقامات پر پہلے گزر چکے ہیں۔ تفصیلات کے لیے ادھر رجوع کیا جائے یہاں فقط مشکل کلمات کی تشریح یا کوئی نئی چیز مذکور ہوئی ہے تو اس کی وضاحت پر اکتفا کیا جائے گا۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی قوم کو کفر و شرک اور بدکاریوں سے روکا تو ان کم بختوں نے صرف ان کو جھٹلایا ہی نہیں، صرف انہیں دیوانہ ہی نہیں کہا، بلکہ ان کو بڑی طرح جھڑکتے اور دھمکیاں بھی دیتے تھے کہ اگر تم نے اپنے پٹوں کا سلسلہ بند نہ کیا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ ازاد جبر: ای انتھروہ و زجر وہ و تواحد وہ لئن لم تنتہبیا نوح لتکونن من المرجمین۔ انہوں نے انہیں سختی سے جھڑکا اور دھمکی دی کہ لے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں رجم کر دیا جائے گا۔

تلہ نو سو سال سے زیادہ عرصہ آپ ان کو حفظ و نصیحت کرتے رہے، لیکن ان کی حالت اور بگڑتی گئی اور ان کی شریت

مُنْهَمِرٌ ۱۱ وَفَجَزْنَا الْأَرْضَ عِيُونًا فَالتقى الماء على أمرٍ قد

کے ساتھ ۱۱ اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر دونوں پانی مل گئے ایک مقصد کے لیے جو پہلے مقرر ہو چکا

قُدْرًا ۱۲ وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ الْأَوَاحِ ۱۳ وَدُسُرًا ۱۴ تَجْرِمِي بِأَعْيُنِنَا ۱۵ جَزَاءً

تھا ۱۲ اور ہم نے سوار کر دیا نوح کو تختوں اور سینوں والی دکنٹی، پر ۱۳ وہ جتنی ہاری جتنی ہماری آنکھوں کے سامنے تھی

لِمَنْ كَانَ كُفْرًا ۱۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۱۵ فَكَيْفَ

وہ طوفان، بدلے تھا اس نبی کا جس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے پانی رکھا اس قصہ کو طوفان پانی میں ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا ۱۵ والا ۱۵ سو کیا خوفناک

كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ۱۶ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِذِكْرٍ فَهَلْ مِنْ

تھا میرا عذاب اور دکنٹے تھے، میرے ڈر سے اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول

اور زیادہ بڑی ہوتی تھی تو آپ نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا الہی ہیں مخلوب اور بے بس ہوں تو میری مدد فرما یا تو میرا انتقام لے۔

۱۲ منہمر، المنصب المتدفق۔ موسلا دھارا اور بڑی قوت سے پانی گرنے لگا۔ زمین کی تہ میں جو پانی کے سمندر میں تھے انہیں حکم ملا وہ جگہ جگہ سے چشموں کی طرح بہنے لگے۔

۱۳ اور زمین اپنے پانی کے ذخائر کو اذیل رہی تھی اور آسمان سے پانی کا سیلاب اُٹھا آ رہا تھا۔ دونوں پانی کیجا ہوئے تو سدا ملا تو زیر آب آگیا۔ اونچے اونچے مکانات، بلند ٹیلے جگہ بہاڑی غرقاب ہو گئے اور اس بھرم قوم کو تباہ کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا تھا وہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

۱۴ نوح علیہ السلام نے حکم الہی کے مطابق کڑی کے لمبے لمبے تختے چیر کر اور انہیں ٹہسے ٹہسے کیلیوں اور مضبوطیوں سے جوڑ کر جو کشتی تیار کی تھی اس میں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

۱۵ انواع جمع ہے لوح کی، کڑی کے تختے۔ دُسُر، اس کا واحد سار ہے۔ اس کا معنی المسار یعنی رخ یا کیل ہے۔  
۱۶ عذاب ہے شک کشتی بڑی مضبوط تھی لیکن طوفان بڑا تھا اور اس میں اٹھنے والی لہریں بڑی خطرناک تھیں کشتی کا ان کی زد سے بچ سکتا آسان نہ تھا۔ فرمایا کشتی ہماری حفاظت میں چل رہی تھی۔ ہم خود اس کی گھبالی فرما رہے تھے۔ اس لیے اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ سلاخی سے ان طوفانی موجوں میں خراماں خراماں تیرتی چلی جا رہی تھی۔

۱۷ ہم نے اس طوفان کی یاد کو تازہ رکھا۔ لوگ نسل بعد نسل ایک دوسرے کو بتاتے گئے۔ واقعہ نگاروں نے اسے اپنی کتابوں میں تحریر کیا تاکہ اُن کے دلے لوگ اس کوشن کو نصیحت قبول کریں۔ مگر کناہا کی خیر واقعہ کی طرف ہے۔ یہ یہی ہذا الفضلۃ



مُدْكِرٌ ۱۷ كَذَبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِي ۱۸ اِنَّا اَرْسَلْنَا

کرنے والا اللہ ماننے ہی جھٹلایا تھا پر کیسا خوفناک تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے ان

عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۱۹ تَنْزِعُ النَّاسَ لَا

پر شدت و تیزی آندھی تیزی ایک دائمی نحوست کے دن میں نزلہ وہ اکھاڑ کر پھینک دیتی لوگوں

كَانَتْهُمْ اَعْجَازُ مَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۲۰ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِي ۲۱ وَ

کو گویا وہ ٹنڈھ ہیں اکھڑی ہوئی کجور کے - پس کیسا (سنت) تھا میرا عذاب اور (کتنے سے تھے) میرے ڈراوے۔

عبقرہ۔ قرطبی بعض ملانے اس ضمیمہ کا مرتب کشتی کرتا ہے۔ قناد کہتے ہیں ابقاها اللہ بیباقرہ یعنی من ارض الجزيرة عبقرہ وآیت۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھا اور وہ سرزمین جزیرہ کے باقرہ کی گاؤں میں ہزاروں سال پڑی رہی یہاں تک کہ جب مسلمانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا اس وقت بھی اس کے آثار باقی تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۹ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ قرآن ایک آسان کی کتاب ہے ہر کہ و ماں کے اسرار و رمز تک رسائی حاصل کر سکتا ہے آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا یہ معنی ہو کہ قرآن آسان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نصیحت قبول کرنے اور ہدایت پانے کے لیے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتا ہے ہم اس کے لیے اس کتاب مقدس کو آسان کر دیتے ہیں۔ اس کی نعم کو فوراً فرست سے بخش کر دیتے ہیں۔ اس کے ذہن کو ہلکا اور اس کے فکر کو بانٹ لکھتی بخش دیتے ہیں۔ عروس معنی الفاظ کا نقاب خود اٹھا دیتی ہے لیکن جو عبادت پذیر کی کے لیے اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اس کو سب سے محروم کر دیا جاتا ہے وہ شرف بخش کر رہ جاتا ہے اور قرآن کے الفاظ اس سے گنگو ہی نہیں کرتے۔ اس کا ایک اور مضموم بھی بیان کیا گیا ہے کہ سمجھانے کے واسطے ہیں۔ ایک یہ کہ جرم کو اس کے جرم کی سزا دی جائے۔ مثال کو تھنہ وار پر لگا دیا جائے اس وقت وہ بوجھ جاتا ہے کہ اس نے برا کام کیا تھا۔ اسی کی سزا میں آج اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا جا رہا ہے۔ بھرتو انسان اس طرح جاتا ہے اور خوب بچ جاتا ہے لیکن بچنے اور بچانے کا یہ انداز بڑا سنت اور عجب ہے اور بچنے والے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بچانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے جو قرآن نے اختیار کیا ہے۔ وہ لوگ جو گمراہ ہیں اور مانفرا میں ہیں انہی عمر بیا کر دے ہیں ان کے سامنے بڑے ٹوٹ پھیلنے میں اس فعل پر پر مرتب ہونے ملتا ہے تاکہ نتائج سے اس گم کردہ راہ کو قبل از وقت آگاہ کر دیا جائے اور اس کے سامنے ایسے واقعات کے ڈھیر لگادیے جائیں جن سے اسے یقین ہو جائے کہ اگر وہ اپنے کرتوتوں سے باز رہا تو اس کا بھی یہی حال ہو گا۔ ہر شخص خود فیصلہ کر لے کہ قرآن کا انداز انہم و تفسیر آسان ہے یا عذاب کے شکنجے میں پکڑنے جلنے کے بعد کسی کی آنکھ کھل جائے تو یہ آسان ہے۔

نزلہ قوم ماننے اپنے نبی کی دعوت کو مسترد کر دیا۔ آخر کار ان پر تیز جھکڑ کا عذاب بھیجا گیا۔ نبی کے بے رحم جھوکے انہیں اتھا اور اٹھا کر انہیں زمین پر پھینچ دیتے۔ ان کے لیے ترنگے جہادی جہر کم لاشے دیکھ کر یوں گھٹا کر یہ کسی کجور کے ٹنڈھ ہیں جنہیں کسی تیز آندھی نے بڑے سے

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۗ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالتُّدْرِ ۗ

بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ ثمود نے بھی پیغمبروں کو جسٹا لیا۔

فَقَالُوا ابْشِرْنَا وَاحِدًا اتَّبِعْنَا إِنَّا إِذَا لَفِئَتُ ضَلِيلٍ ۗ وَسُعْرٌ ۗ أَلْقَى

پھر وہ کہنے لگے کیا ایک انسان جو ہم میں سے ہے اور، ایک ہے ہم اس کی پیروی کریں پھر تو ہم گمراہی اور دلواری میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا اتاری گئی

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۗ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ

ہے وہی اس پر ہم سب میں سے (کہیں کر گھن ہے) بلکہ وہ بڑا جھوٹا، شیعنی باز ہے۔ کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا

الْكَذَّابُ الْأَشِرُّ ۗ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَبِعْهُمْ

جھوٹا، شیعنی باز ہے۔ ہم بھیج رہے ہیں ایک اونٹنی ان کی آزمائش کے لیے پس صلح صالح! ان کے انجام کا انتظار کرو

وَاصْطَبِرْ ۗ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ۗ

اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دیجیے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں

اگھاٹلے اور زمین پر سے مارے۔

فی یوم نحس مستحور، علامہ سید محمود اکوٹی نے یہاں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے بہت سی ایسی روایات اور اقوال نقل کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں دن مبارک ہے اور فلاں دن نحس، فلاں دن یہ کام کرنا پاسبیہ اور فلاں دن یہ کام۔ آخر میں فرماتے ہیں اس قسم کی تمام روایات صحیح سند سے ثابت نہیں بلکہ بعض تو بالکل ساقطاً لا اعتباراً اور موضوع ہیں۔ ان کا آخری جملہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ وقصاری ما اقول ما شاء الله كان وما لم يشاء لم يكن لا دخل في ذلك لوقت ولا نصيبه یعنی المختصر حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ وقت کر یا کسی اور چیز کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ پھر فرماتے ہیں نعم بعض الاوقات شرف لا ینسکر کیوم الجمعة وشهر رمضان وغير ذلك (روح المعانی) ہاں بعض اوقات برکت اور شرف والے ہوتے ہیں جیسے جمعہ کا دن یا رمضان کا مہینہ۔

صلح یہاں سے قوم ثمود کی مذکور ہو رہا ہے جب صلح علیہ السلام نے انہیں اگر توحید کی دعوت دی تو وہ آپسے سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے اگر ہم اس کی بات کو مان لیں پھر تو ہم راہ راست سے ہٹک جائیں گے اور ارد گرد کے قابل نہیں دیوانہ اور حق کہیں گے ایک تو یہ ہماری طرح بشر ہے پھر ہماری قوم کا ایک فرد ہے اور اس کے ساتھ کوئی جتھہ بھی نہیں۔ ایسے شخص کو نبی مان لینا پارلے

فنادوا أصحابهم فتعاطى فعقر<sup>۱۹</sup> فكيف كان عذابي ونذر<sup>۲۰</sup>

پس ٹموریلوں نے بلایا اپنے ایک ساتھی تھا تو کویں اس نے وار کیا اور اونٹنی کی کوئی نہیں کاٹیں پھر معلوم ہے کہ کیا تھا میرا نذاب اور میرے ذرا سے

إنا أرسلنا عليهم صيحة واحدة فكانوا كهشيم المحتظر<sup>۲۱</sup>

ہم نے بھیجی ان پر ایک پسندگاز پھر وہ اس طرح ہو کر رہ گئے جیسے روندی ہوئی حسار دار بازو۔

ولقد يسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر<sup>۲۲</sup> كذبت قوم لوط

بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پزیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ قوم لوط نے بھی جھٹلایا تھا

بالتذیر<sup>۲۳</sup> إنا أرسلنا عليهم حاصباً إلا آل لوط نبئناهم بسکر

تنبیہوں کو۔ ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسائے والی جو اسلئے لوط کے گرانے کے۔ ہم نے ان کو پکایا سحری کے وقت۔

نعمة ممن عندنا كذلك نجزي من شكر<sup>۲۴</sup> ولقد أنذرهم

یہ نعمت، میرا ہی تمہاری طرف سے۔ اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں جو شکر کرتا ہے۔ اور بے شک ڈرایا تھا انہیں لوط و علیہ السلام نے جان بچا کر

بطشتنا فتماروا بالتذیر<sup>۲۵</sup> ولقد راودوه عن ضيفه فطمسنا

سے پس جھگڑنے لگے ان کے ڈرانے کے باوجود میں ۲۵ اور انہوں نے جھٹلانا چاہا لوط کو اپنے مہمانوں سے تو ہم نے میٹھ دیا ان کی آنکھوں کو

درجہ کی گراہی اور نادانی ہے۔ شعر کا معنی جنون ہے (لسان العرب) ان گستاخوں نے آپ پر ایمان لانے سے ہی انکار نہیں کیا بلکہ بدبالی کی سکرادی

کئے گئے یہ کتاب اشرف ہے کذاب مالک کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے بڑا جھوٹا پیرے درجہ کا جھوٹا۔ ایشور: بطور۔ وہ شخص جو ایسے کمال کا دعویٰ کرے

جو اس میں نہ پایا جاتے۔ جرنیل اسحاق کے بڑھنے کی کوشش کرے۔

شرب: پانی کی باری قضا علی: تناول کسی کام کو کرنا عقور: کوئی نہیں کاٹ ڈالنا المحتظر: ریزہ کے لیے نادر و نادر مگر وہ سے جو بڑھتا ہوا ہے عربی میں

حظیر و کتھیں اور بارہ ہلنے والے کہ المحتظر کہتے ہیں۔ رویہ کے بار بار گزرنے سے جب شکر ریزہ ہو کر ریزہ ہوتا ہے تو ان چور شدہ و مگر وہ کہ شہیم کہتے ہیں شہیم

المحتظر فرمایا کہ جب خوفناک لڑاک ہوئی اور وہ بے سند ہو کر زمین پر گر پڑے تو ان کی یہ حالت تھی جیسے کسی ہار کے چوراخ رہنے والے و مگر ہوں۔

سورۃ اعراف اور سورۃ ہود میں یہ واقعہ تفصیل گزرا چکا ہے۔ ضیاء القرآن جلد دوم ملاحظہ فرمائیے۔

۲۵ تم مارو! جھگڑا اور شک کرنا۔ دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ راودوا: بہلا یا پھیلانا۔ فطمسنا: طمس کہتے ہیں کسی چیز کا

اعْيُنُهُمْ فذُوقُوا عَذَابَ ابْنِ وَنُذِرٍ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

لو اب چھوٹے بچے جیسا کہ امیر سے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ - پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب

مُسْتَقَرًّا ۝ فذُوقُوا عَذَابَ ابْنِ وَنُذِرٍ ۝ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

تازل ہوا - لو اب چھوٹے بچے سے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ - اور بے شک ہم نے آسمان کو یاد قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے

فَهَلْ مِنْ تَدْكِرٍ ۝ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا

پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا - اور آئے آل فرعون کے پاس ڈرانے والے آیتوں نے جھٹلایا جہادی ساری آیتوں کو

فَاخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ الْكٰفِرٰكُمۡ خَيْرٌ مِّنۡ اٰوَلِيَٰكُمۡ اَمْ لَكُمْ

پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا جیسے کوئی زبردست قوت والا پکڑتا ہے - کیا تمہاری قوم کے کفار بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے

بِرَآءَةٍ فِي الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرُونَ ۝ سِيَهْزَمُو

ممانی کو وہی گئی ہے آسمانی نوشتوں میں - یا وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی - عنقریب پسپا ہوگی

الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى

یہ جماعت اور پیٹھے پھیر کر ہماگ جائیں گے ۱۱۱ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت (روزِ قیامت) ہے اور قیامت بڑی خوفناک

ہم دشمنانِ مشاوینا۔ جب ان کی قوم کو پتہ چلا کہ چند خوش شکل نوجوان نوط علیہ السلام کے پاس آئے ہیں تو ذمنا تے ہوئے آدھکے پہلے مرت و

پیارے ان کو قہا کرنا چاہا کہ وہ ان نوجوانوں کو ان کے حملے کر دیں۔ بعد میں ہاتھ پائی پراتر آئے قرآن کی آنکھوں کو سلب کر لیا گیا یا جبریل نے

پر مارا اور ان کی آنکھوں کا نام دشمنان تک باقی نہ رہا۔ سارا چہرہ سپاٹ ہو گیا گویا یہاں کس کوئی آنکھ تھی ہی نہیں۔

نوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا تفصیلی تذکرہ ضیاء القرآن جلد اول اور دوم میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۱ یہی حال فرعون اور اس کی قوم کا بھی ہوا۔

۱۱۱ لے اہل عرب: ہم سے پہلے جن قوموں نے انبیاء کی تکذیب کی ان کے ساتھ گستاخانہ سلوک کیا ان قوموں کو تیس انجام بہ سے دوچار ہونا پڑا وہ تم سن چکے ہو۔ لیکن اب تک کوئی ایسے آثار نظر نہیں آتے کہ تم اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو رہے ہو۔ کیا تم اس گنہگاروں کو کہ تم کچھ بھی کہتے رہو تم سے باز پرس نہیں ہوگی۔ تمہاری اس غم خیالی کی آخر کیا وجہ ہے۔ کیا تمہارے کافر پہلے کافروں سے بہتر ہیں ان کا لہلا

۲۰۰

وَأَمْرٌ ۱۵ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۱۶ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي

اور تلخ ہے۔ بے شک جرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا

النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُقُوا مَسَّ سَقَرٍ ۱۷ إِنَّكَ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ

آگ میں منسکے بل راہیں کہا جائے گا پچھو اب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک

بِقَدَرٍ ۱۸ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلِمَةٍ ۱۹ يَا بَصِيرَةَ ۲۰ وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا

انداز سے۔ اور نہیں ہرنا ہمارا علم مگر ایک بار جو آگ کہہ چکے ہیں واقع ہر جب آجے ہے اور بے شک ہم نے ہلاک کرنا

أَشْيَاءَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۲۱ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۲۲ وَ

جو کفر میں تمہارے ہم شریعتے ہیں ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامہ اعمال میں درج ہے۔ اور

کیا جائے گا یا تم نے کسی آسانی کتاب میں یہ کہا ہوا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عرب کے کفار کچھ بھی کرتے رہیں ہم انہیں کچھ بھی نہیں کہیں گے یا تم اس زمر میں ہو کہ تم بڑے سچے اور بہادر ہو۔ تمہاری جمیعت اور نفی بہت زیادہ ہے۔ پہلی قومیں نزول اور مکروہ نہیں اس لیے خدا کے غضب نے انہیں آکر دبوچ لیا اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب کچھ گزند نہیں پہنچا سکتا۔ یہ تمہیں باتیں سراسر غلط ہیں۔ مغرب جب اسلام کے شیروں سے تمہارا مقابلہ ہوگا تمہارے لشکر کو بڑی عبرت ناک شکست ہوگی اور تم وہاں سے دم و باکر ہلاک ٹکڑے چٹانچے بڈر کے میدان میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں بھونکا کہ وہ کہنا لشکر ہے جو سپاہیوں کے ہونے کا ہے لیکن جب روز بدر میں نے جمیع کبریاء علیہم السلام والثناء کو ذرہ ذریعہ تن فرمائے ہوئے دیکھا اور اپنے رب سے یہ اتھا کرتے سنا اللهم ان قریباً جباراً تک تحاذک وتحاذ رسولک بفخرها وخیلائها فانهم القداة شتم قال سیہنم الجمع ویولون الدبیر فصرقت تاویلہا۔ یا اللہ! یہ قریش ہیں تجھ سے اور تیرے رسول سے مت بد کہنے کے لیے بڑے فخر و غرور سے آئے ہیں۔ انہی کو انہیں ہلاک کرنے پر حضور نے یہ آیت پڑھی سیہنم الجمع ویولون الدبیر۔ اس وقت مجھے اس آیت کا مصداق معلوم ہوا۔ (قرطبی)

۱۵ ہم ایک بار ہی حکم دیں گے اور شیپم زون میں اس کی تعمیل ہو جائے گی۔ ملح کہتے ہیں تیزی سے دیکھنا النظر بالمجلد اشیاءکم، قرطبی کہتے ہیں اشیاہکم فی الکف من الامم الغالیۃ یعنی گزری ہوئی امتوں میں سے جو عقیدہ اور عمل میں تمہاری مثل تھے۔ مستطرد: مکتوب۔

